

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ

دعواتِ عبدیتِ حق

درس قرآن کریم



ایک لافانی کتاب اس کے تقاضے

حسب ذیل خطاب سے حضرت شیخ الحدیث نے ۲۶ محرم الحرام ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۵ اپریل ۱۹۶۸ء کو مسجد قاسم علی خان پشاور میں حضرت مولانا مفتی عبدالحق پوٹینی اور مولانا محمد یعقوب القاسمی فاضل ستفانیہ کی دعوت پر انجمن تبلیغ قرآن سنت کے درسون کا افتتاح فرمایا۔ (ادارہ)



یسبح للہ ما فی السموات وما فی الارض الملک القدوس العزیز الحکیم۔
محترم بزرگوار! اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا بے حد ممنون ہوں اور آپ کی اس مہربانی کا شکر گزار ہوں کہ ایسی مقدس مجلس میں جس میں درس قرآن کریم کا افتتاح ہو رہا ہے، مجھے شرکت کا موقع دیا۔ مجھ جیسے کم علم اور بیمار انسان کو اس امر کا لائق سمجھا گیا۔ یہ آپ لوگوں کی فہم ندادی ہے۔
درس قرآن کی فضیلت | حضرات! درس قرآن کی مجلس ان مجالس میں سے ہے جس کے بارہ میں حضور اقدس نے ارشاد فرمایا:

ما اجتمع قوم فی بیت من بیوت اللہ
یتدارسون القرآن الاحقہتم الملائکۃ
وعشیتهم الرحمة و ذکرهم اللہ فی
من عندہ۔
جب بھی کوئی جماعت اللہ کے کسی گھر میں جمع ہو کر قرآن کریم پڑھنے پڑھانے بیٹھی ہو تو رحمت کے فرشتے اسے ڈھانپ لیتے ہیں رحمت خداوندی اسے گھیر لیتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اپنے مقربین یاد کرتا ہے۔

....

آج اگر کسی معمولی سی عزت اور حاجت کے لیے کوئی ہمارا نام لے لیتا ہے تو اس پر نغز اور خوشی کی جاتی ہے۔ یہ تو جب احکم الحاکمین کے دربار اور شاہ کی مجلس ہے، ذکر آجائے تو کتنی عزت اور خوشی کی بات ہوگی۔ دین کیسے اجتماع میں مجمع کا زیادہ ہونا ضروری نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عام مغلظات میں ذکر کیا: ما آجتماع قوم۔ گویا جب وہی چند افراد دین کے لئے اکٹھے ہو رہے ہیں وہ اس بشارت اور نزول رحمت و برکت کے مستحق ہوں گے۔

دین کی خدمت حضورؐ سے اور غریب لوگوں نے کی | یہ خدا کی شان ہے کہ دین کی خدمت ہمیشہ ابتدا ہی سے کم اور غریب طبقہ سے ہوتی چلی آئی ہے۔ وقلیل من عبادی الشکور۔ میرے بندے کم ہی شکر گزار ہوتے ہیں۔ مگر ان قلیل افراد نے جب ہمت اور حوصلہ نہ مارا تو خدا نے ان کے ہاتھ سے اپنی قدرت کاملہ سے وہ وہ کارنامے ظاہر کرائے کہ دنیا حیران ہوئی۔

کم من فئسۃ قلیلۃ غلبتۃ فئسۃ بسا اذقات خوروی جماعت اللہ کی مرضی سے بہت بڑی جماعت پر غالب آجاتی ہے۔

آج ہم اور آپ جس قرآن کے سیکھنے کیلئے یہاں بیٹھے ہیں دنیا کی اکثریت اس کے سیکھنے پڑھنے تلاوت کرنے اور اس کے معانی و مفہیم سمجھنے کی مخالفت کرتی ہے اور یہ مخالفت کوئی نئی بات نہیں۔ خود قرآن کریم نے ایسے لوگوں کا ذکر فرمایا ہے:

وقال الذین کفرو لا تسمعوا اور کافروں نے کہا کہ اس قرآن کو مت سنا
لهذا القرآن والخوافیہ شورو شعب کرتے رہو شاید تم اس طرح
لعلکم تغلبون۔ مسلمانوں پر غالب آجاؤ۔

گویا یہ کہا گیا کہ اس مجلس درس میں شمولیت نہ کر بیٹھو، سینماؤں کی سیر کرو، بازاروں کے ہنگامے دیکھو، ریڈیو سناؤ اس قرآن کے سننے سے کیا فائدہ۔

— تو قرآن کی اشاعت اور تعلیم کی اس وقت سے مخالفت چلی آرہی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے سرور کائناتؐ کو مبعوث فرمایا مگر ایک قلیل جماعت حضورؐ کے جان نثاروں کی بھی محنتی سیدنا صدیق اکبر اور ان جیسے چند حضرات حضرت بلالؓ، جامع القرآن حضرت عثمانؓ، فاروق بن الحقؓ و البطل حضرت فاروقؓ، حضرت سیدنا علیؓ حضورؐ کی خدمت میں حاضر رہے، قرآن پاک سیکھنے کے لئے زندگی وقف کی تو اللہ نے اس قلیل جماعت کے ذریعہ دنیا کو اس وقت بھی منہ توڑ جواب دیا اور اب بھی دیتا ہے اور اعلان ہے:

ان لا تنصروا فئسۃ نضۃ اللہ اگر تم رسولؐ کی مدد نہ کرو تو تم نے اس کی مدد فرمائی

اذا اخرجہ الذین کفروا تانی
اشبین اذ ہنا فی الغار اذ یقول
لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا۔
غار میں پناہ لئے ہوئے تھے جبکہ حضورؐ اپنے ساتھی
حضرت صدیقؓ سے کہنے لگے غم مت کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

دین کسی کی مدد کا محتاج نہیں | اے روئے زمین کے باشندو! کیا تم سمجھتے ہو کہ ہماری مدد سے یہ دین چل رہا ہے، اسلام کی ترقی ہے، نہیں اگر تم سب روئے زمین کے باشندے اپنی مدد چھوڑ دو یہاں تک کہ مخالفت پر کھڑے ہو جاؤ مگر جب کہ خدا کو قرآن کی حفاظت اور اسلام کی قوت منظور ہے، تو یہ محفوظ اور باقی رہے گا۔ آج دنیا میں قرآن کے مقابلہ میں کئی کتابیں ہیں، انجیل، اور تورات جن کا اصل واقعی آسمانی تھا۔ ان کی پشت پر دولتمندوں کی دولت حکومتوں کی قوت، مشنریوں کی چالپرسی، خوش خلقی، خدمت وغیرہ کی شکل میں موجود ہے۔ دنیا کی قومیں ان کی اشاعت کے لئے مصروف ہیں مگر جس چیز کی حفاظت خدا نہ کرنا چاہے وہ کب محفوظ رہ سکتی ہے۔ آج انجیل اور تورات کا کوئی حافظ دنیا میں موجود نہیں اور نہ ہی ان کا کوئی ایک غیر حرف اور صحیح نسخہ مل سکتا ہے۔ صرف انجیل میں ایک پادری نے ۳۰ ہزار غلطیوں کا اعتراف کیا ہے۔ اور قرآن کی پشت پر نہ حکومت ہے نہ قوت نہ دولت اور اس میں بھی خدا کی حکمت ہے کہ خدا نے حکومت اور قوت کے ذریعہ قرآن کی حفاظت نہیں کرائی۔ دور خلافت راشدہ کے بعد الامام اللہ عمر بن عبدالعزیزؒ، ہارون الرشیدؒ، اورنگ زیب عالمگیرؒ، غیاث الدین بلبنؒ جیسے گئے چنے حکام اور امراء بھی خدا نے پیدا کئے جنہوں نے قرآن کریم کی خدمت کی مگر اس خدمت نے ان لوگوں کو دوام بخشا۔ قرآن ان کا محتاج نہیں تھا۔ ان لوگوں نے قرآن اور دین کو اپنا کر اپنی دنیا و آخرت سنوار لی۔ ان میں سے ایک غیاث الدین بلبن کے بارہ میں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے لکھا ہے کہ عمل کی ایک ہزار کمیزوں اور خادموں کے لئے یہ شرط رکھی گئی تھی کہ ہر کمیز قرآن پاک کی حفاظت ہو۔ موت کا ہر دقت خیال | ان کی نشست گاہ اور خواب گاہ میں کفن سامنے دکا رہتا تھا کہ کسی حالت میں خداوند کریم کی یاد اور موت بھول نہ جائیں، اور یہ تو بلبن جیسے نیک اور پارسا بادشاہ کی حالت ہے۔ اکبر جو بڑا ملحد اور بے دین گذرا ہے۔ اپنی سلطنت اور حکومت کے استحکام کیلئے ایک ایسا دین اس نے بنایا جو عجیب و غریب معجون مرکب تھا۔ تاکہ سب مذاہب والے خوش رہیں ایک ایسا ماڈرن دین جو استفادہ کرنے میں آسان ہو۔ یہ ہیں — تراکرنے

پائیدار حکومت کی امیدیں ایک غلط مذہب کی داغ بیل ڈال دی جو وید، گرتھ، بائبل، انجیل اور قرآن وغیرہ سب کا مجموعہ تھا کہ کسی کو شکوہ شکایت کا موقع نہ ملے۔ گویا باسماں اللہ اللہ بابرہن رام رام کے مصداق تھا۔ الغرض اسکی لادینی اور گمراہی کی مثال نہیں ملتی۔ مگر پھر بھی جیسا کہ کتابوں میں لکھا ہے اسے قبر اور برنخ کی تنہائی اور تاریکی کا فکر دانگیر ہوا۔ دماغ پر ایک باریہ تصور ایسا چھایا کہ نیند اچاٹ ہو گئی، وزراء نے اس کا فکر اور پریشانی دور کرنے کی ترکیبیں سوچیں اس کے ایک وزیر بیربل نے تسلی دینا چاہی اور کہا کہ بے علم اور بے فکر ہو، مسلمان کہلاتے ہو تمہاری قبر میں حضور اقدسؐ کے انوار برکات کی روشنی پڑتی رہے گی تو تمہیں وحشت نہ ہوگی۔ تو میرا مقصد یہ نہیں کہ ابرو داغی اس نورِ دربرکت کا مستحق ہو سکے کیا نہیں؟ صرف یہ مقصد ہے کہ اس وقت اکر جیسے بے دین کو بھی آخرت کی فکر ہوتی۔ مگر آج تو اس تصور کو بالکل پس پشت ڈال دیا گیا ہے اور اس پر ایمان بھی بہت ہی کم لوگوں کا رہ گیا ہے۔ یلبن نے عمر بھر کفن سامنے رکھوایا خادم کو حکم تھا کہ تعجد کے وقت جگایا کرو، نہ اٹھوں تو چار پائی الٹا دیا کرو کہ میں تہجد قضا نہ ہو جائے۔ تو یہ چند حضرات تاریخ کے روشن ستارے ہیں۔

دین کی حفاظت حکومت اور دولت سے نہ کرانے میں کیا حکمت ہے؟ عموماً دین کی خدمت خدا نے حکومت اور اقتدار کے ذریعہ نہیں کرائی، اور اس میں ایسی ہی حکمت ہے جیسی کہ بیت اللہ شریف کا حجاز جیسے خشک اور قحط و قحط میں واقع ہونے کی ہے۔ آج عشاق ہزاروں روپے خرچ کر کے مکہ جاتے ہیں، اگر وہ خط باغات کا ہوتا نہریں اور چشے بہتے پھول اور مرغزار ہوتے، یورپ کی طرح تفریح گاہیں ہوتیں تو اقوام عالم کہتیں کہ مسلمان سیر و تفریح کے لئے دہاں جاتے ہیں مگر وہ تو وادی غیر زرع (بن کھیتی زمین) ہے نہ سبزہ ہے نہ سیر و تفریح کا سامان خالص اللہ اور اس کے گھر کی خاطر لوگ جاتے ہیں، اور دنیا کی کوئی دوسری قوم اللہ کی خاطر اتنی بڑی تعداد میں کہیں جمع نہیں ہوتی تو اگر دین کی حفاظت خدا نے امراء حکام اور دولتمندوں سے کرائی ہوتی تو مخالفین اسلام طعنہ زنی کرتے کہ یہ دولت اور قوت کے کرشمے ہیں حکومت اور اقتدار اسکی پشت پر ہے۔ تو خدا نے بتلادیا کہ صرف میں ہی اسکی حفاظت کرنے والا ہوں:

انا نحن نزلنا الذکر وانا له
بشک ہم نے قرآن نازل کیا اور ہم ہی اسکی

محافظوں۔ حفاظت کرنے والے ہیں۔

قرآن کی حفاظت | بائبل کی پشت پر سارا یورپ ہے مگر ایک نسخہ کا حافظ بھی نہیں اور

نہ انجیل کا ایک ایسا نسخہ موجود ہے جس پر سارے عیسائیوں کا اتفاق ہوا اور یہ آج کی بات نہیں بلکہ عیسائی علیہ السلام کے تھوڑے عرصہ بعد ہی سینکڑوں نسخے رائج ہوئے۔ پھر مرتوجہ چار انجیلوں کا انتخاب بھی عجیب طرح سے ہوا، کہ ساری اناجیل کو ایک میز پر رکھ کر ہلایا گیا، جو گر گئیں وہ ساقط الاغلبہ ہوئیں، اور جو چار نسخے باقی رہ گئے وہ قابلِ عمل سمجھے گئے۔ جس کتاب کا انتخاب ایسی مضحکہ خیز قرعہ اندازی سے ہوا ہو اس کا مقابلہ قرآن کریم سے کب کیا جاسکتا ہے۔ آج بھی الحمد للہ اس مختصر سی مجلس میں بیس تیس حافظ قرآن موجود ہوں گے اور یہ اس نئے کہ حکم الحاکمین نے خود اسکی حفاظت کی فہ داری کی ہے۔

محفوظ چیز کی پناہ لینے والے محفوظ رہتے ہیں | جب قرآن پاک محفوظ رہے گا تو اس کے دامن میں جو آجائیں گے وہ محفوظ رہیں گے۔ آج اگر سارے ملک پر مبارسی ہو ملک کی کوئی جگہ محفوظ نہ ہو احد حکومت وقت اعلان کر دے کہ اس پشاد کو ہم نے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے۔ اس پر کوئی ہم نہ گرا سکے گا تو اگر بابر کے رہنے والے لوگ اپنی حفاظت چاہیں تو اس کا علاج یہی ہوگا۔ کہ سب لوگ اسی شہر میں آجائیں۔ گویا محفوظ رہنے کے لئے محفوظ جگہ میں ہونا ضروری ہے۔ تو قرآن پاک جو محفوظ ہے اور جسکی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے لی ہے، اس کے دامن میں جو آجائے گا وہ بھی محفوظ رہے گا۔

قرآن پاک کا مقابلہ ناممکن ہے | جب طرح اللہ کی مخلوقات مثلاً آسمان زمین چاند سورج کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا کہ اسی طرح ایک چیز پیدا کر کے کھڑی کر دیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات کا مقابلہ کسی سے نہیں ہو سکتا، جب قرآن کریم خدا کی صفت ہے تو اس کا مقابلہ بھی ناممکن ہے۔ چودہ سو سال گذر گئے ہیں مگر ہم آج بھی چیلنج کرتے ہیں کہ کوئی ایسی آیت بتلا دو جس میں حضور اقدسؐ کے بعد کسی قسم کی تبدیلی آئی ہو۔ کوئی دشمن اور مخالف یہ دعویٰ نہیں کر سکتا۔ خداوند کریم نے جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ جس شکل میں اسے نازل فرمایا وہی الفاظ ہوئے آج بھی موجود ہیں۔ اس طویل عرصہ میں کتنے انقلاب آئے پاکستان تو اب قائم ہوا، تانادریوں کا فتنہ چنگیر اور ہلاک کی فتنہ سامانیوں کی مثال نہیں ملتی، چین چین کر علماء اور صلحاء کو انہوں نے ختم کیا، اسلامی آثار اور معابد متا دیئے۔ قرآن کریم کے نسخے اور اسلامی علوم کے ذخیرے دریاؤں میں ڈبوئے وئے اور حجاج بن یوسف نے ایک لاکھ سے زائد علماء و تابعین اور حفاظ قرآن کو قتل کیا، انگریز سارے عالم اسلام پر بھگا گیا۔ مگر قرآن پاک کی حفاظت خدا نے اس پر سے غرہ میں کی۔ اس نے جو حفاظت کا وعدہ کیا تھا اُسے پورا کیا۔

ومن اصدق من اللہ - حدیثاً - اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ بات کا سچا کون ہو سکتا ہے۔

ہر دور میں وعدہ حفاظت کا ظہور | خداوندِ کریم عموماً اسباب کے ذریعہ کام کر دیتا ہے۔ تو قرآنِ کریم کے سلسلہ میں اس وعدہ حفاظت کا ظہور بھی اس طرح ہوتا رہا کہ ہر دور میں اپنے مقبول بندوں اور عباد صالحین کے دلوں میں اسکی تعلیم اور تقلم اور حفاظت کی تشریف ڈال دی، اور جب بادشاہ کسی اہم کام کے کرنے کا اعلان کر دیتا ہے تو —————۔ ہمدرد ترین اور چیدہ چیدہ افراد کو اس کام پر مامور کر دیا جاتا ہے۔ تو خدا نے جس قوم اور جس فرد کو یہ جذبہ دیا کہ قرآن سنے، سیکھ لے اور لوگوں کو سنا دے تو یہ اسکی سعادت مندی اور مقرب و مقبول خدا ہونے کی نشانی ہے کہ خدا نے ایسے جلیل القدر کام کیلئے اس کا انتخاب فرمایا ورنہ وہ اس کیلئے کسی کا محتاج نہ تھا۔ مینون علیہ السلام اسلما مل لا تخنوا علی اسلامکم بل اللہ یمت علیکم ان ھذا کمہ للایمان — یہ احسان خدا کا تمہارے اوپر ہے، وہاں تو مخلوق کی بے حساب درخواستیں ہیں کہ کسی کام کے شرف سے نواز دو۔ مگر اُس نے تمہیں اپنی غلامی میں لیا تمہارا احسان نہیں بلکہ اُس کا کرم ہے کہ تمہارے دلوں میں دین کی تشریف ڈال دی اور تمہیں فانی کی بجائے باقی اور دائم کتاب سے جوڑ دیا جو خود محفوظ ہے، تو تمہیں بھی محفوظ بنا دے گی۔ مگر افسوس کہ آج مسلمان بھی اپنی حفاظت اور ترقی دیگر امور میں تلاش کرتے ہیں، حقیقی ترقی اور حفاظت تو قرآن اپنانے سے نصیب ہو سکتی ہے۔ کاش! مسلمانوں کے دعووں کے ساتھ ساتھ آج کے بدویوں میں کچھ تو جذبہ قرآن کی خدمت کا ہوتا۔ آج زراعت اور صنعت کے نئے وقت نکال سکتے ہیں، تفریح اور سینماؤں کیلئے مخصوص وقت ہے۔ مگر دس قرآن اور تعلیم دین کا شغف نہیں رہا اور کہا جاتا ہے کہ یہ مولیوں کا کام ہے، ہمیں اتنی فرصت کہاں — اور کئی ایسے طنزیہ جملے بولتے ہیں۔

غیر محتاط گفتگو کا نتیجہ | یہ ایسے طنزیہ جملے ہیں کہ اگر رحمۃ اللعالمین کی دعائیں نہ ہوتیں اور اسکی امت میں شمار نہ ہوتے تو ایسے جملوں سے لوگوں کے چہرے خنریر اور بندروں کی شکل میں مسخ ہو جاتے مگر حضورؐ کی دعا تھی کہ اے اللہ میری امت کو خسف اور مسخ سے محفوظ رکھ اگر یہ دعا نہ ہوتی تو ایسے جملوں سے کیا کیا عذاب دنیا میں بھی جھگٹنا پڑتا۔ افسوس! کہ مسلمان بلا سوچ و سمجھ طنز و مذاق اور تمسخر کی شکل میں ایسی باتیں منہ سے نکال دیتے ہیں جس سے سارے اعمال صالحہ ضائع ہو جاتے ہیں۔ امام بخاریؒ نے باب باندھا کہ مسلمان کو ضبط اعمال کا ہر وقت خطرہ رہنا چاہیے حضرت حسن بصریؒ ہر وقت متفکر خاموش اور پریشان

رہتے، کسی نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ کیا خبر غفلت میں کوئی ایسی بات منہ سے نکلی ہو جس سے ایمان اور اعمال سب کچھ ضائع ہو چکے ہوں۔۔۔۔۔ الغرض خدا کا کلام خدا کی صفت ہے خدا اور اسکی صفات باقی ہیں۔ تو جنہوں نے اپنے آپ کو اس کے ساتھ وابستہ کیا وہ بھی باقی بن گئے۔۔۔۔۔

قرآن کے انوار و برکات کا مشاہدہ | اس صاحب کشف بزرگوں پر جب اس کے برکات و انوار کا انکشاف ہوا تو انہوں نے قرآن کی خدمت کو اپنی زندگی کا واحد مقصد بنالیا۔ حضرت شاہ عبدالقادر دہلویؒ نے قرآن مجید کے دس دندریں اور ترجمہ و تفسیر کو عمر بھر اپنا مشغلہ بنایا تو حضرت فضل الرحمان گنج مراد آبادی جو صاحب کشف بزرگ تھے، حدیث رسول کے عاشق تھے، وصیت فرمائی تھی کہ وصال کے وقت حدیث کی تلاوت کرتے رہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ غالباً انہوں نے اپنا کشف بیان کیا کہ شاہ عبدالقادر مرحوم کی تدفین کے وقت چاروں طرف سے ۱۴ میل کے رقبہ سے عذاب قبر اٹھایا گیا۔ ایک شاہ صاحب کی برکت سے اتنا فائدہ ہوا اور اسکی مثال ایسی ہے کہ یہ بجلی کی روشنی ہے، یہ بجلی کا پنکھا چل رہا ہے کسی خاص آدمی کے لئے مگر فائدہ اوروں کو بھی پہنچ رہا ہے۔

شیخ الہندؒ اور مولانا احمد علیؒ کی مثال | ہمارے استاذ الاستاذ حضرت شیخ الہندؒ سے زندگی بھر کی سب سے زیادہ قابل قدر دینی خدمت کے بارہ میں دریافت کیا گیا کہ جس سے آخرت کی نجات کی امید وابستہ ہو تو فرمایا کہ میں نے حضرت شاہ عبدالقادر کے ترجمہ کو با محاورہ کر دیا ہے، یہ اُس بزرگ کا ارشاد ہے جس کے مساعی جمیلہ کی بدولت آج ہم آزاد ہیں، انگریز نے کہا کہ اگر ہم انہیں جلا بھی دیں تو ان کی رکھ سے بھی برطانیہ برباد کی آواز آئے گی۔ رولٹ کمپنی کی رپورٹ نے ساری بغاوت کو حضرت شیخ الہندؒ کی کارروائی قرار دی ہے۔ مالٹا کی اسارت، اللہ کی راہ میں جہاد اور تکالیف یہ سب خدمات جلیلہ اور قابل نجات اعمال تھے۔ مگر پوچھنے والے کے جواب میں آنسو جاری ہوئے اور فرمایا مجھ جیسا مجبور و ناتوان کیا خدمت دین کر سکے گا۔ ہاں مگر حضرت شاہ عبدالقادر کے ترجمہ کی تسہیل کی ہے اور اسی خدمت کو نیشنل میں دباٹے خدا کے ہاں حاضر ہوں گا۔ اسی طرح حضرت مولانا احمد علی صاحب مرحوم شیخ التفسیر لاہوریؒ کی مثال آپ کے سامنے ہے، چالیس پچاس سال تک قرآن پاک کا درس دیا۔ جب ہمارے دارالعلوم تحفانیہ کے بعض طالب العلم دورہ حدیث سے فارغ ہو کر وہاں درس میں شرکت کرتے تو بے حد خوش ہو کر دعائیں دیتے۔۔۔۔۔

درس میں ایک ایک طالب علم بڑھنے سے خوش ہوتے۔ اور قرآن کی خدمت نے ان کو کیسا دوام بخشا کہ وصال کے بعد قبر مبارک کی مٹی سے عجیب خوشبو لاکھوں لوگوں نے محسوس کی دس بیس دن بعد میں نے خود جا کر قبر مبارک کی مٹی سونگھی اور ایک عجیب کیفیت پائی ہے

جہاں ہفتیش در من اثر کرد
دگر نہ من ہماں خاکم کہ ہستم

امام بخاریؒ کے مزار سے ۶ ماہ تک خوشبو آتی رہی جو کہ حدیث رسول کی برکات کا ظہور تھا۔ لوگ قبر کو بھرتے تھے اور وہ پھر خالی ہو جاتی تھی۔ آخر لوگوں نے دعا کی تو اس کرامت کا ظہور بند ہوا۔
آیت کی تشریح | اب مختصراً اور تبرکاً جو آیت ابتداء میں پڑھی گئی ہے۔ اسکی تشریح کرتا ہوں۔

یسبح للہ ما فی السموات وما فی الارض۔ خدا کی پاکیزگی اور تقدیس کرتی ہے۔ ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے کہ وہ ہر عیب اور نقص سے پاک ہے۔ منع الکلمات ہے، سلسلے عالم کے کمالات اسی سے ہیں، جہاں کہیں علم ہے یا طانت ہے اور شجاعت ہے جو بھی خوبی پائی جاتی ہے، یہ اُمی کی کرشمہ بازی ہے، چاند اندھ سورج اور ستاروں کو یہ حسن کس نے دیا۔؟ اور کس نے انہیں پیدا کیا۔؟ کافروں کو بھی اعتراف ہے کہ خدا نے پیدا کیا۔

ولئن سألنکم من خلق السموات والارض لیسئلنکم من عند ربکم فیہن۔ اگر ان مشرکین سے تو پوچھ لے کر یہ زمین اور آسمان کس نے پیدا کئے، تو جواب میں کہیں گے کہ اللہ نے۔

یوم الميثاق کا سبق | آج کیونرم پھیل رہا ہے، دہریت کا پرچار ہے، مگر واللہ العظیم جو سبق

ہیں یوم الميثاق میں دیا گیا ہے دلوں میں بے اختیار سایا ہوا ہے وہ سبق الست بربکم کا تھا جب خداوند تعالیٰ نے تمام مخلوق سے دریافت کیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں، تو سب نے یک زبان ہو کر کہا بلے انتے بتنا بیشک تو ہمارا رب ہے۔ یہ ایمان کی چنگاری ایسی دلی ہوتی ہے، جیسا کہ ہیرا یا انگارہ راکھ میں دب جاتا ہے مگر ذرا سی ہوا لگے تو ٹپک اٹھتا ہے اور انگارہ جلنے لگتا ہے۔

روس میں مخالف خدا تحریک کا بڑا لیڈر جب مرنے لگا تو اس کے منہ سے بے اختیار خدا کا نام نکلا آج بھی یہ لوگ خدا سے ہٹ کر اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے معبودات، باطلہ کی کسی نہ کسی شکل میں پرستش کر رہے ہیں۔ اور کچھ نہ ہو تو اپنے رہنماؤں اور اپنی تحریک کو انہوں نے خدا اور مذہب جیسا مقام دیا ہوتا ہے جس سے وہ اپنی روحانی تشنگی کی تسکین کرنا چاہتے ہیں۔

مصیبت میں ہر شخص خدا کی طرف لوٹتا ہے | فرعون عمر بھر خدا کی کا دعویٰ کرتا رہا مگر جب

موت آئی تو آمنت ان لا الہ الا الذی آمنت بہ بنوا اسرائیل کہنے لگا کہ میں ایمان لایا اس

رب پر جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے، مگر فرشتہ نے منہ میں کچھ ٹھونس دیا کہ اب ایمان لانا ہے، اس سے قبل تو تو بڑا سرکش اور نافرمان تھا۔ پچھلے دنوں ذاتی زلزلہ آیا تو ساری سرکشی اور نافرمانی اور ساری پھل ختم ہو گئی، ہر شخص پیشانی کے بل زمین پر گر پڑا اور سجدہ میں اللہ کو پکارتے لگا، کوئی جگہ ایسی دھتی جہاں لوگ خدا کے سامنے گڑ گڑا نہ رہے ہوں تو یہ ہے خداوند کریم کا تسلط دلوں پر۔ اور ہر دہریہ مرنے کے وقت ایمان لانے لگتا ہے۔ مگر اس وقت کا ایمان لانے لگتا ہے۔ مگر اس وقت کا ایمان فائدہ نہیں دیتا۔ تو خدا کے وجود کا علم ہمیں یوم الیقین میں دیا گیا، سب کے ارواح نے پکار کر بدوبیت باری تعالیٰ کا اعتراف کیا اب مسلمان تو خوشی اور رضی سے اور کفار اور فساق سختی کے وقت اس کا اعلان کرتے ہیں۔ مگر ایمان خوشی کا معتبر ہوگا، اختیار اور مرضی کا موجب نجات ہوگا۔ تو یہ خدا کی قدرتِ کاملہ کا ایسا ظہر ہے جس سے انکار کرنا جاہل کا کام ہے۔

کائنات کا ہر ذرہ خدا کی تسبیح کرتا ہے۔ | یہ جو آیت میں ارشاد ہوا کہ عرش سے یکدوش تک کائنات کی ہر چیز خدا کی پاکیزگی کو قیامت ہے کہ خدا ہر عیب سے منزہ ہے اور ہر چیز میں طبعی زندگی ہے اور اس کے مناسب علم ہی ہے۔ کلّٰ قد علم صلوتہ و تسبیحہ۔ کائنات کی ہر چیز اپنی نماز اور تسبیح کو جانتی ہے۔ اور آج کی سائنس اسلام کے دیگر اصولی مسائل کی طرح اس بات کی بھی تائید کر رہی ہے کہ ہر چیز میں ایک خاص قسم کی زندگی ہے۔ فرد کی آگ کو خدا نے خطاب کیا اے آگ ابراہیم کے لئے ٹھنڈک اور سلامتی بن جا۔ بحیرہ قلزم کو خطاب ہوا کہ پھٹ جا تو، فوراً پھٹ گیا، مگر انہیں اور آگ، علم اور زندگی نہ ہوتی تو خدا کا حکم کیسے سنتے۔ اسباب میں تاثیر ڈالنے والی ذات | افسوس کہ آج ہماری نظر صرف آلات اور اسباب پر رہ گئی ہے۔ مذہب اور غیبی باتیں دوسرے درجہ پر رکھے ہوئے ہیں۔ خدا کی قسم اگر خدا کی مدد نہ ہو اور صرف آلات و اسباب ہوں تو یہ کچھ بھی کارگر نہ ہو سکیں گے۔ آلات اور اسباب میں تاثیر ڈالنے والی ذات کے ہاتھ میں سب کچھ ہے۔ انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقولہ کن فیکون۔ اس کا حکم یہ ہے کہ جب چاہے کسی چیز کا ہونا تو کہہ دیتا ہے ہو جا، پس وہ ہو جاتا ہے۔

دیوبند کے طالب علمی کے زمانے میں، ایٹم بم اور سائنسی ترقیات کے حالات سن کر کچھ حیرانی ہی ہو جاتی تھی کہ اب مسلمان کیسے نتیجہ پائیں گے۔ اسی اثنا میں قیامت سے پہلے

تسلطانیہ کے فتح ہونے کی حالت پڑھنے کا اتفاق ہوا کہ اللہ اکبر کے ایک نعرہ سے سارا قلعہ گر جائے گا، تو شبہ رنج ہوا کہ مسلمانوں کے پاس ایک ایسی طاقت ہے کہ ایک نعرہ تکبیر دس لاکھ ہواں کا کام دے سکتا ہے۔ اور اس زمانہ میں کیا ان چیزوں کا ظہور نہیں ہو سکتا؟ ہو سکتا ہے، مگر ایمان کامل کی ضرورت ہے۔

خدا سے کٹ کر ہم ہرگز ترقی نہیں پاسکتے | مسلمانوں کو خدا سے کٹ کر دیگر قوموں کی صف میں گھرا کر نے سے ہرگز یہ قوم ترقی نہیں پاسکتی۔ ٹھیک ہے ترقی کرتے رہو مگر دوسری طرف اپنے مقصد تخلیق کو مت بھولو۔ ایک طرف فرعون کی ساری طاقت اور ترقی، دوسری طرف حضرت موسیٰ کی ایک لامحی نے سمندر میں راستے بنا دیئے۔ مڑکیں بن گئیں، خشک بھی ہو گئیں، دینیچے بھی لگ گئے۔ تلذہ ہوا اور روشنی بھی آ رہی ہے۔ ایک راستہ والے دوسرے راستہ والوں کو دیکھ بھی سکتے ہیں — یہ محی ایک لامحی عصائے موسیٰ کی سائیس، ادھر فرعون کی ساری سائیس اور ترقیاتی منصوبے، ساری قوت، سارا نظام پلک بھینکنے میں ختم ہوا۔ الغرض ساری کائنات خدا کی عبادت اور تسبیح میں لگی ہوئی ہے۔ پھر ان عظیم اجرام کائنات کے مقابلہ میں ہماری حیثیت کیا ہے۔ حدیث میں آتا ہے، کہ آسمانوں میں چار انگلیوں کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں جو اللہ کی بندگی میں مشغول فرشتوں سے خالی ہو، سوئی رکھنے کی جگہ نہیں۔ آسمان فرشتوں کی کثرت کی وجہ سے بوجھل ہو رہا ہے۔ اور جو کچھ ان زمینوں میں ہے، ان کا بھی یہی حال ہے۔ کیا یہ کافر بھی خدا کی تابعداری پر تکوینی طور پر بنجور نہیں ہیں؟ خدا کے حکم سے وہ بیمار ہوتا ہے، مرتا ہے، سچ نہیں سکتا، سر میں درد ہونو کر رہنے لگتا ہے، کھانا نہ دے تو نہیں دے سکتا۔ اسکی موت و حیات، عزت اور ذلت اسی کے اختیار میں ہے۔ مگر اس کی بد قسمتی ہے کہ کسب و اختیار کے درجہ میں جو چیز حتیٰ اس کے لئے آمادہ نہیں ہوتا —

صفات کی ترتیب اور باہمی ربط | اللہ خدا شہنشاہ ہے حاکم ہے۔ القدوس

ظلم سے پاک ہے اس بیسی بادشاہت کہیں بھی نہیں۔ مگر اس کی شان ہے کہ فدہ برابر ظلم نہیں کرتا۔ مقدس اور پاک ہے۔ العزیز غلبہ کا مالک ہے۔ ایک آن بسط میں یہ ساری کائنات ٹٹا سکتا ہے۔ سمندر کو حکم دے کہ پٹروں جو جا، تو جبروک اٹھے، زمین پھسل جائے۔ آدھی کو حکم دے کہ سارے پہاڑوں کو اٹھا کر دنیا پر پھیلا دھے، کوئی اسے اپنے ارادہ سے روک نہیں

سکتا، الحکیمیت۔ حکمت والا ہے، اس کا کوئی حکم بغیر حکمت اور فائدہ کے نہیں۔

چار صفات یہاں بیان ہوئیں اور جب وہ ہر عیب سے پاک اور ہر کمال سے مستف ہے تو اس کے قانون، احکام، کلام اور تمام ہدایات میں بھی کوئی عیب اور نقص نہ ہوگا۔

قرآن کو خواہشات کا تابع بنانا آج بدقسمتی سے مسلمان یا تو سرے سے اس کتاب سے

بے خبر ہیں اور جو قرآن قرآن کہتے ہیں ان میں سے بھی بعض کا منہ ہے کہ ما! کا قرآن چھوڑ دو، گویا مقصد یہ ہے کہ یہ تو خدا کا قرآن ہے اسے چھوڑ دو۔ اپنی خواہشات کے مطابق قرآن گھڑلو مگر صاف کہہ نہیں سکتے تو ملا پر اپنا غصہ نکالتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ قرآن تو مانیں مگر اس کے احکام نہ مانیں کہ یہ احکام سود، شراب، خوارکی حرمت اس زمانہ میں نہیں چل سکتے، انہیں بدل دو۔ حالات اور ظروف کے سانچے میں انہیں ڈال دو۔ حالانکہ بدلی جاتی ہے وہ چیز جس میں نقصان ہو۔ جیسے حکیم اور ڈاکٹر کے نسخوں میں ترمیم ہوتی رہتی ہے۔ تو کیا خدا کے کلام میں نقص ہے؟ معاذ اللہ کہ اس میں ترمیم ہو۔ اور ترمیم کا حق بھی ہر ایر سے غیرے کو ہو۔ جس جس نے چند روز کسی یہودی یا عیسائی کی شاگردی کی ہو، انگریز سے شرف تلمذ حاصل کر چکا ہو اسے قرآن میں ترمیم کا حق دیا جاوے۔ اور یہ جو باتیں ہیں یہ عہد جاہلیت ہی کی نقالی ہے۔ کفار نے حضورؐ سے اس قسم کی خواہشات کا اظہار کیا کہ بعض احکام زمانے کے ساتھ نہیں چل سکتے انہیں ذرا سبادل دو، خداوند تعالیٰ نے حضورؐ کو فرمایا کہ کہہ دیجئے :

ما یکون لی ان ابدلہ من تلقاء

نفسی ان اتبع الا ما یوحی الی

مجھے یہ حق نہیں پہنچتا کہ اسے اپنی طرف سے

بدل دوں۔ میں اسی چیز کی پیروی کروں گا جسکی

مجھے وحی ہوتی ہو۔

تبدیلی تو وہ شخص کر سکتا ہے جس کا علم اور قوت اللہ سے زیادہ ہو، صابر ملکیت یا ڈپٹی کمشنر یا کسی کمشنر کے حکم کو کوئی جھگی نہیں تبدیل کر سکتا۔ بہر تقدیر بے عیب ذات کا کلام اور دستور بھی بے عیب ہوتا ہے۔ اس لئے اس قرآن کی ہر دفعہ، ہر آیت، اور ہر حکم بے عیب ہے۔ تو اسے تبدیل کرنے کی بجائے زانو تہ کر کے اور مرسلیم خم کر کے اسے مان لو۔ جب وہ الملک ہے، بادشاہ ہے۔ تو کیا ایسا ملک کہیں ہے جہاں بادشاہ ہو اور حکم یا قانون نہ ہو اور جب ہم سب اس کی رعایا ہیں تو ہمارے لئے بھی کوئی قانون عزوری ہے، اور وہ ہے قرآن، اور پھر اتمام حجت کیلئے ساری دنیا کے کونے کونے میں اس آواز اور قانون پہنچانے

کا بھی غیبی انتظام ہو رہا ہے۔ ابتدائی صدیوں میں ایک ایک درس میں ہزاروں دوات قلم گنتے جاتے تھے۔ مگر سب آج شوق نہ رہا تو خدا نے ریڈیو، اخبار، ٹیلی ویژن کے ذریعہ اس کے پہنچانے کا انتظام کر دیا کہ وہ القذوَس ہے، یعنی ظالم نہیں ہے۔ کہ بغیر نوٹس اور آرڈر جمادی کئے کسی کو پکڑے اور اگر کوئی کہے کہ میں تو قوت اور طاقت والا ہوں، مجھے قانون مانسنے کی کیا ضرورت ہے، قانون کی گرفت سے بچ جاؤں گا۔ تو فرمایا العزیز کہ وہ زبردست قوت والا ہے، اس کے سامنے کسی کی نہیں چلتی۔ سب پر زور آور ہے۔ قوم صالح ثمود عاد فرعون اور ابھی ابھی اس زمانہ کے فرعون امریکہ کو ویٹ نام میں ختم کر دیا۔ سکندر مرزا اور غلام محمد کو ختم کر دیا۔ پھر اگر کوئی کہے کہ ہم تو عرصہ سے بدعظمیٰ اور نافرمانی میں مبتلا ہیں، بغاوت کر رہے ہیں، مگر ہمیں تو پکڑا نہیں جاتا۔ تو فرمایا الحکیم وہ حکیم ہے، حکمت کا تقاضا ہے کہ ہدایت دی جائے۔ وہ حکیم اور بردبار ہے۔ گرفت میں ڈھیل دیتا ہے۔ بچپن کے بعد جوانی، جوانی کے بعد بڑھاپے اور پھر ہرم کا موقع دیا کہ اب تو قبر کے کنارے پر کھڑے ہو، اب تو کچھ بندگی کر لو۔ پس ایسی ذات قدسی صفات کی طرف سے ہے یہ کتاب، تو اتنی بڑی نعمت کی بے قدسی اور ناشکری کا انجام کیسا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں راہِ ہدایت پر چلنے کی توفیق دے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

وفات

ان اقدار کے فروغ کا علمبردار ہے، جو آپ کو دل و جان سے عزیز ہیں۔ پاکستان کا ممتاز روزنامہ جو ان تمام آلائشوں سے پاک ہے جن سے آپ اپنے افراد خاندان کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔

تازہ ترین خبروں اور شائستہ مواد کے

مطالعہ کے لئے وفات پڑھئے

سالانہ پیندہ ۴۵ روپے۔ ششماہی ۲۳ روپے۔ سہ ماہی ۱۲ روپے

جنرل منیجر روزنامہ وفات۔ ۴۱، مگنٹ روڈ، لاہور۔ ۶۱۵۔ لاہور۔